اَلدَّرْسُ الْاَوَّلُ (الف)

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ — آیات ۱ تا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪

(اے محمدؐ! مجاہد لوگ) تم سے مال غنیمت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کیا حکم ہے) کہدو کہ مال غنیمت خدا اور اسکے رسول کا مال ہے۔ تو خُدا سے ڈرو اور آپس میں صُلح رکھو،

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ

اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خُدا اور اس کے رسُولؐ کے حکم پر چلو، مومن تو وہ ہیں کہ جب خُدا کا ذِکر کیا جاتا ہے تو اُن کے

قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚۖ ۝٢ الَّذِيْنَ

دل ڈر جاتے ہیں اور جب انھیں اسکی آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے، اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں (اور) وہ جو

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ؕ ۝٣ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ

نماز پڑھتے ہیں اور جو مال ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں، یہی سچے مومن ہیں، اور اُن کے لیے

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۚ ۝٤ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَ اِنَّ فَرِيْقًا

پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے (ان لوگوں کو اپنے گھروں سے اسی طرح نکلنا چاہیے تھا) جس طرح تمہارے پروردگار نے تم کو تدبیر کیساتھ اپنے گھر سے نکالا

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۙ ۝٥ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ

اور (اس وقت) مومنوں کی ایک جماعت ناخوش تھی، وہ لوگ حق بات میں اس کے ظاہر ہوئے پیچھے تم سے جھگڑنے لگے گویا موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اُسے

يَنْظُرُوْنَ ؕ ۝٦ وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ

دیکھ رہے ہیں اور (اس وقت کو یاد کرو) جب خُدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ (ابوسفیان اور ابوجہل کے) دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا (مسخر) ہو جائیگا اور تم چاہتے تھے کہ

تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ ۝٧ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ

جو قافلہ بے (شان وشوکت) یعنی (بے ہتھیار) ہے وہ تمہارے ہاتھ آجائے اور خُدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ (کر پھینک) دے تاکہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو

الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ ۝٨ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ

جھوٹ کر دے، گو مُشرک ناخوش ہی ہوں۔ جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے تمہاری دُعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ

فرشتوں سے جوایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمہاری مدد کرینگے! اور اِس مدد کو خُدا نے محض بشارت بنایا تھا کہ تمہارے دل اس سے اطمینان حاصل کریں، اور مدد تو

اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠﴾ ع

اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بے شک خدا غالِب حکمت والا ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

اَلْاَنْفَالُ : مالِ غنیمت

اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ : اپنے آپس کے تعلّقات دُرست کرو۔

وَجِلَتْ : ڈرتے ہیں / ڈر جاتے ہیں۔ كَارِهُوْنَ : ناگواری محسوس کرنے والے۔

يُسَاقُوْنَ : وہ ہانکے جاتے ہیں۔ اِحْدٰى : ایک (مؤنث) دَابِرَ : جڑ

تَسْتَغِيْثُوْنَ : تم فریاد کرتے ہو۔ مُرْدِفِيْنَ : لگاتار آنے والے۔

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ : بغیر کانٹے کے / بغیر اسلحے اور قوّت کے۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اِس سبق میں مومنوں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : دو گروہوں سے کیا مُراد ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجیے۔

(الف) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ۔

(ب) اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

(ج) اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا۔

اَلدَّرسُ الاَوَّلُ (ب)

سُوْرَۃُ الْاَنْفَال :

آیات — ۱۱ تا ۱۹

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ

جب اس نے (تمہاری) تسکین کیلئے اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی چادر) اُڑھادی اور تم پر آسمان سے پانی برسایا تاکہ تم کو اس سے (نہلاکر) پاک کردے اور شیطانی نجاست

رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۱۱ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ

کو تم سے دُور کردے۔ اور اس لیے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے۔ جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں

فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا

تم مومنوں کو تسلّی دو کہ ثابت قدم رہیں، میں ابھی ابھی کافروں کے دِلوں میں رعب و ہیبت ڈالے دیتا ہوں، تو اُن کے سر مار (کر) اڑا دو اور ان کا پور پور مار

مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۱۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ

(کرتوڑ) دو۔ یہ (سزا) اس لیے دی گئی کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسُولؐ کی مخالفت کی، اور جو شخص خُدا اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے،

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۱۳ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۱۴ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

تو خُدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ (مزہ تو یہاں) چکھو، اور یہ (جانے رہو) کہ کافروں کے لیے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار ہے)۔ اے اہل ایمان!

اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۱۵ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ

جب میدان جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ اور جو شخص جنگ کے روز اس صُورت کے سوا کہ لڑائی کے لیے کنارے کنارے چلے

اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۱۶ فَلَمْ

(یعنی حکمتِ عملی سے دشمن کو مارے) یا اپنی فوج میں جاملنا چاہے، ان سے پیٹھ پھیرے گا (تو سمجھو کہ) وہ خُدا کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اسکا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔ تم

تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ

لوگوں نے ان (کُفّار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خُدا نے انہیں قتل کیا اور (اے محمدؐ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔ اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو

مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۱۷ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۱۸ اِنْ

اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزمالے۔ بیشک خُدا سنتا جانتا ہے۔ (بات) یہ (ہے) کہ کچھ شک نہیں کہ خُدا کافروں کی تدبیر کو کمزور کردینے والا ہے۔ (کافرو) اگر

تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَإِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ۚ وَلَنْ

تم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) فتح چاہتے ہو تو تمہارے پاس فتح آچکی (دیکھو) اگر تم (اپنے افعال سے) باز آجاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر پھر (نافرمانی) کرو گے تو

تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَأَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾

ہم بھی پھر (تمہیں عذاب) کریں گے اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمہارے کچھ کام نہ آئیگی، اور خدا تو مومنوں کے ساتھ ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

يُغَشِّي : وہ ڈھانپ دیتا ہے / طاری کردیتا ہے۔ اَلنُّعَاسَ : اُونگھ، غنودگی

رِجْزَ الشَّيْطٰنِ : شیطان کی نجاست۔ اَلْأَعْنَاقِ : گردنیں۔ بَنَانٍ : پور پور، جوڑ جوڑ

زَحْفًا : لشکرکشی کی صورت میں۔ مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ : جنگی چال کے طور پر۔

مُتَحَيِّزًا إِلٰى فِئَةٍ : کسی فوج سے جاملنے کے لیے۔

رَمَيْتَ : تُو نے پھینکا۔ لِيُبْلِيَ : تاکہ وہ آزمائے۔ مُوْهِنُ : کمزور کرنے والا۔

اَلتَّمَارِينُ

اَلسُّؤَالُ الْأَوَّلُ اِس سبق میں غزوہ بدر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے کن انعامات کا ذکر ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِي کفّار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں سورہ انفال کی ان آیات میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ کفّار کو خطاب کرتے ہوئے اِن آیات میں کیا تنبیہ کی گئی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے۔

(الف) يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ۔

(ب) وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

(ج) وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ۔

اَلدَّرْسُ الْاَوَّلُ (ج)

سُوْرَۃُ الْاَنْفَال :

آیات- ۲۰ تا ۲۸

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا

اے ایمان والو! خُدا اور اس کے رسُولؐ کے حکم پر چلو اور اس سے رُوگردانی نہ کرو اور تم سُنتے ہو، اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں

كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا

کہ ہم نے (حکمِ خُدا) سُن لیا، مگر (حقیقت میں) نہیں سُنتے کچھ شک نہیں کہ خُدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں

یَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

سمجھتے، اور اگر خُدا اِن میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق بخشتا، اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو وہ مُنہ پھیر کر بھاگ جاتے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ

مومنو! خُدا اور اس کے رسُولؐ کا حکم قبول کرو۔ جبکہ رسُولِ خُدا تمہیں ایسے کام کے لیے بُلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے۔ اور جان رکھو کہ خُدا آدمی اور اسکے

بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ

دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اسکے رُوبرو جمع کیے جاؤ گے' اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ اِنھی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں'

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ

اور جان رکھو کہ خُدا سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکّہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے

اَنْ یَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَیَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

کہ لوگ تمہیں اڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے خانماں نہ کردیں) تو اس نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تا کہ (اس کا) شکر ادا کرو'

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْۤا

اے ایمان والو! نہ تو خُدا اور رسُولؐ کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (اِن باتوں کو) جانتے ہو۔ اور جان رکھو

اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۸﴾ ع

کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے' اور یہ کہ خُدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

شَرَّ الدَّوَآبِّ : بدترین قسم کے جانور — **اِسْتَجِيبُوْا** : حکم مانو، پکار کا جواب دو
يَحُوْلُ : حائل ہوتا ہے۔ — **مُسْتَضْعَفُوْنَ** : مغلوب، بے زور
يَتَخَطَّفَ : وہ اُچک لے جائے۔
لَا تَخُوْنُوْا : تم خیانت نہ کرو۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : شَرَّ الدَّوَآبِّ سے کیا مراد ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِي : ان آیات میں خیانت سے کیا مراد ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے۔

(الف) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ۔

(ب) اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

(ج) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ۔

(د) وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً۔

(ہ) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

الدَّرسُ الثَّانِی (۱)

سُوْرَۃُ الْاَنْفَال – آیات ۲۹ تا ۳۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ

مومنو! اگر تم خُدا سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لیے امرِ فارق پیدا کر دیگا (یعنی تم کو ممتاز کر دے گا) اور تمہارے گناہ مِٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا،

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۹ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ

اور خدا بڑے فضل والا ہے۔ اور (اے محمدؐ اسوقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا (وطن سے) نکال دیں

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۳۰ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا

تو (اِدھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (اُدھر) خُدا چال چل رہا تھا اور خُدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔ اور جب اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں (یہ کلام) ہم نے سن لیا ہے،

لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۱ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ

اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) ہم بھی کہدیں اور یہ ہے ہی کیا صرف اگلے لوگوں کی حکایتیں ہیں۔ اور جب اُنہوں نے کہا کہ اے خُدا اگر یہ (قرآن)

كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ

تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج۔

اَلِيْمٍ ۝۳۲ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۳۳

اور خُدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم اُن میں تھے انہیں عذاب دیتا۔ اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ

اور (اب) اُنکے لیے کونسی وجہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے جبکہ وہ مسجد محترم (میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں اور وہ اس مسجد کے متولّی بھی نہیں۔

اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۴ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا

اسکے متولّی تو صِرف پرہیز گار ہیں لیکن ان میں کے اکثر نہیں جانتے۔ اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ

مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۳۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ

کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ تو تم جو کفر کرتے تھے اب اس کے بدلے عذاب (کا مزہ) چکھو، جو لوگ کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں

اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ۬

کہ (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکیں، سو ابھی اور خرچ کریں گے مگر آخر وہ (خرچ کرنا) انکے لیے (موجب) افسوس ہوگا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۙ﴿۳۶﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ

اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تاکہ خدا ناپاک کو پاک سے الگ کر دے اور ناپاک کو

الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

ایک دوسرے پر رکھ کر ایک ڈھیر بنا دے۔ پھر اس کو دوزخ میں ڈال دے۔ یہی لوگ

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ۧ

خسارہ پانے والے ہیں۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

يُثْبِتُوْا : وہ قید کر دیں — اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ : پہلوں کی کہانیاں

مُكَآءً : سیٹیاں — تَصْدِيَةً : تالیاں

فَيَرْكُمَهٗ : وہ جمع کرے اسے

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اس سبق میں تقویٰ کے کیا انعامات بیان ہوئے ہیں؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا میں کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : کفار کے مطالبے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب کیوں نازل نہ کیا؟

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے :

(الف) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ
وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ

(ب) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا
ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ

اَلدَّرْسُ الثَّانِی (ب)

سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ

آیات ۳۸ تا ۴۴

قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ

(اے پیغمبرؐ) کُفّار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے افعال سے باز آجائیں تو جو ہو چکا انہیں مُعاف کر دیا جائیگا۔ اور اگر پھر (وہی حرکات) کرنے لگیں گے تو اگلے لوگوں کا (جو) طریق جاری ہو چکا ہے

سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا

(وہی انکے حق میں برتا جائیگا)۔ اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کُفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دِین سب خُدا ہی کا ہو جائے۔ اور اگر باز آجائیں

فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ

تو خُدا اِن کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر رُوگردانی کریں تو جان رکھو کہ خُدا تمہارا حمایتی ہے (اور) وہ خوب حمایتی اور خوب

نِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۴۰﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی

مددگار ہے۔ اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کُفّار سے) غنیمت کے طور پر لاؤ۔ اِس میں سے پانچواں حِصّہ خُدا کا اور اس کے رسُولؐ کا اور اہل قرابت کا

الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا

اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مُسافروں کا ہے۔ اور اگر تم خُدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن

یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا

(یعنی جنگِ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مٹھ بھیڑ ہو گئی اپنے بندے (محمدؐ) پر نازل فرمائی۔ اور خُدا ہر چیز پر قادر ہے۔ جس وقت تم (مدینے سے) قریب کے ناکے پر تھے اور

وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ ۙ

کافر بعید کے ناکے پر اور قافِلہ تم سے نیچے (اُتر گیا) تھا اور اگر تم (جنگ کے لیے) آپس میں قرار داد کر لیتے تو وقت معین (پر جمع ہونے) میں تقدیم و تاخیر ہو جاتی۔

وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی

لیکن خُدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اُسے کر ہی ڈالے۔ تاکہ جو مَرے بصیرت پر (یعنی یقین جان کر) مَرے، اور جو جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر

مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ ۙ اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ

(یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے۔ اور کُچھ شک نہیں کہ خُدا سُنتا جانتا ہے۔ اس وقت خُدا نے تمہیں خواب میں کافروں کو تھوڑی تعداد میں دِکھایا،

قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ

اور اگر بہت کر کے دِکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (درپیش تھا اس) میں جھگڑنے لگتے لیکن خدا نے (تمہیں اس سے) بچا لیا۔ بے شک وُہ

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ

سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔اوراس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کوتمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھااورتم کوانکی نگاہوں میں

لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾ ع

تھوڑا کر کے دکھاتا تھا تا کہ خُدا کو جو کام کرنا منظور تھا اس کو کر ڈالے۔ اور سب کاموں کا رجُوع خدا ہی کی طرف ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

مَضَتْ : گزُر چکی   يَوْمَ الْفُرْقَانِ : فیصلے کے دن

اَلْعُدْوَةِ الدُّنْيَا : وادی کے اِس جانب و کنارے۔

اَلْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى : اُس جانب، اُس کنارے۔   اَلرَّكْبُ : قافلہ

لَفَشِلْتُمْ : تم ضرور ہمّت ہار جاتے، نامردی دِکھاتے۔

يُقَلِّلُ : کم کر کے دِکھاتا ہے، تھوڑا کر کے۔

اَلتَّمَارِينُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اِس سبق میں مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِي : اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں مُسلمانوں کی کامیابی کے لیے کِس کِس خصُوصی اِنعام و اِحسان کا ذکر فرمایا ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجیے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ۔

اَلدَّرْسُ الثَّانِیْ (ج)

(سُوْرَةُ الْاَنْفَال)

آیات — ۴۵ تا ۴۸

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَاَطِیْعُوا

مومنو! جب (کفّار کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور خُدا کو بہت یاد کرو تاکہ مُراد حاصل کرو۔ اور خُدا اور اُس کے رسُولؐ کے حکم پر چلو

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۴۶﴾

اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو کہ خُدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَیَصُدُّوْنَ

اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لیے) اور لوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خُدا کی راہ سے

عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ

روکتے ہیں۔ اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خُدا اُن پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور جب شیطانوں نے اُن کے اعمال اُن کو آراستہ کر دکھائے اور کہا کہ

لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰی

آج کے دن لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہ ہوگا۔ اور میں تمہارا رفیق ہوں (لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوئیں تو

عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْۤ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ

پسپا ہو کر چل دیا اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے مجھے تو خُدا سے ڈر لگتا ہے اور خُدا

شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ ع

سخت عذاب کرنے والا ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

فَاثْبُتُوْا : تو ثابت قدم رہو۔ فَتَفْشَلُوْا : پس تم ہمت ہار جاؤ گے۔

بَطَرًا : اتراتے ہوئے۔ جَارٌ : معاون وحمایتی۔

تَرَاءَتْ : آمنے سامنے ہوئے۔ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ : وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : کُفّار کے ساتھ مقابلے کی صُورت میں مُسلمانوں کو کون سے کام کرنے اور کن باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : غزوۂ بدر میں مُسلمانوں کی نصُرت کے لیے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھ کر شیطان کا ردِّ عمل کیا تھا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کیجیے۔

(الف) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔

(ب) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا
فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔

(ج) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۔

الدرس الثاني (د)

سورۃ الانفال:

(آیات ۴۹ تا ۵۸)

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَنْ

اس وقت منافق اور (کافر) جن کے دلوں میں مرض تھا، کہتے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے اور جو شخص

يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ

خُدا پر بھروسہ رکھتا ہے، تو خُدا غالب حکمت والا ہے۔ اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی

الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٥٠﴾ ذَٰلِكَ بِمَا

جانیں نکالتے ہیں، ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے (ہیں اور کہتے ہیں کہ اب) عذاب آتش (کا مزہ) چکھو یہ ان (اعمال) کی سزا ہے

قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ﴿٥١﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ

جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور یہ (جان رکھو) کہ خُدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ جیسا حال فرعونیوں کا، اوران سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا کہ)

مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ

اُنہوں نے خدا کی آیتوں سے کُفر کیا تو خُدا نے اُنکے گناہوں کی سزا میں اُن کو پکڑ لیا۔ بے شک خُدا زبردست اور سخت عذاب دینے والا ہے۔

الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا

یہ اس لیے کہ جو نعمت خُدا کسی قوم کو دیا کرتا ہے جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدل ڈالیں خُدا اسے نہیں بدلا کرتا۔

بِأَنْفُسِهِمْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٣﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

اور اِس لیے کہ خُدا سُنتا جانتا ہے۔ جیسا حال فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا)

كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوا

انہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ان کے گُناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا۔ اور وہ سب ظالم تھے۔

ظَالِمِينَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾ الَّذِينَ

جانداروں میں سب سے بدتر خُدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں، سو وہ ایمان نہیں لاتے۔ جن لوگوں سے

عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ

تم نے (صلح) کا عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خُدا سے) نہیں ڈرتے۔ اگر تم اُن کو لڑائی میں پاؤ تو اُنہیں

فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ

ایسی سزا دو کہ جو لوگ انکے پس پشت ہیں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں۔ عجب نہیں کہ ان کو (اس سے) عبرت ہو۔ اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا

مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع

خوف ہو تو (ان کا عہد) انہی کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خُدا دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

غَرَّ : خبط میں ڈالا — عَذَابَ الْحَرِيْقِ : جلنے کا عذاب

لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا : وہ بدلنے والا نہیں۔ كَدَاْبِ : جیسے عادت، طریقہ

تَثْقَفَنَّ : تم پاؤ — شَرِّدْ : بھگا دو۔ — فَانْۢبِذْ : پس پھینک دو۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : سُورہ اَنفال کی اِن آیات میں مسلمانوں کی جہاد کے لیے تیاریاں دیکھ کر مُنافقین نے کیا تبصرہ کیا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِیْ : کُفّار کی جانب سے عہد شکنی کی صُورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہدایات دیں؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : اِس سبق میں فرعون اور آلِ فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے کیا اسباب بیان کیے گئے ہیں؟

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ : مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کیجیے :

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○

الدَّرسُ الثَّالِثُ (۱)

سُورَۃُ الاَنفَال

آیات ۵۹ تا ۶۴

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿۵۹﴾ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم

اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں وہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔ اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے)

مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ

زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اُن کے (مقابلے کے) لیے مُستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور اُن کے سوا اور لوگوں پر

لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا

جن کو تم نہیں جانتے، اور خُدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔ اور تم جو کچھ راہِ خدا میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائیگا

تُظْلَمُونَ ﴿۶۰﴾ وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۶۱﴾

اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائیگا۔ اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اسکی طرف مائل ہو جاؤ اور خُدا پر بھروسا رکھو، کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے،

وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿۶۲﴾

اور اگر یہ چاہیں کہ تم کو فریب دیں تو خُدا تمہیں کفایت کرے گا، وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی،

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ

اور اُن کے دِلوں میں اُلفت پیدا کر دی۔ اگر تم دُنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی اُن کے دلوں میں اُلفت پیدا نہ کر سکتے۔

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۶۳﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ

مگر خُدا ہی نے اُن میں اُلفت ڈال دی بے شک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اے نبیؐ! خُدا تم کو اور مومنوں کو

اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۶۴﴾

جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے۔

✸

اَلْکَلِمَاتُ وَالتَّرَاکِیْبُ

اَعِدُّوْا : تیار کرو　　لَا یُعْجِزُوْنَ : وہ تھکا نہیں سکتے، ہرا نہیں سکتے : وہ عاجز نہیں کر سکتے۔

یُوَفَّ : پُورا کیا جائے گا　　جَنَحُوْا : وہ مائل ہوئے۔　　لِلسَّلْمِ : صلح کے لیے

اَیَّدَ : اس نے تائید کی　　حَسْبُكَ اللّٰهُ : تجھ کو کافی ہے اللہ۔

اَلتَّمَارِیْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : ان آیات میں جہاد کی تیاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِیْ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے :

(الف) وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ

(ب) هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ

(ج) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

الدَّرسُ الثّالِثُ (ب)

سُورۃُ الاَنفال :

(آیات ۶۵ تا ۶۹)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا

اے نبیؐ! مُسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو

مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾

دو سو کافروں پر غالب رہیں گے۔ اور اگر سو (ایسے) ہونگے تو ہزار پر غالِب رہیں گے۔ اس لیے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے۔

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا

اب خُدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ (ابھی) تم میں کسی قدر کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو دو سو پر غالِب

مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ

رہیں گے۔ اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خُدا کے حکم سے دو ہزار پر غالِب رہیں گے۔ اور خُدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے۔ پیغمبر کو

لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰي حَتّٰي يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ

شایاں نہیں کہ اسکے قبضے میں قیدی رہیں۔ جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا دے تم لوگ دُنیا کے مال کے طالب ہو۔ اور خُدا

الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾

آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور خُدا غالب حکمت والا ہے۔ اگر خُدا کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو (فدِیہ) تم نے لیا ہے اسکے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾

تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لیے) حلال طیّب (ہے) اور خُدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خُدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

حَرِّضْ : شوق دلاؤ۔ اُبھارو　　　اَسْرٰی : قیدی

يُثْخِنَ : وہ خوں ریزی کرے۔ کچل ڈالے۔　　　عَرَضَ الدُّنْيَا : دُنیا کے فائدے

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اللہ تعالیٰ نے مُسلمانوں کو جہاد پر اُبھارنے کے لیے کیا ترغیب دی ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجیے :

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ

الدَّرْسُ الثَّالِثُ (ج)

سُوْرَةُ الْاَنْفَال :

آیات ۷۰ تا ۷۵ ،

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ

اے پیغمبرؐ جو قیدی تمہارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں ان سے کہہ دو اگر خُدا تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں

مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ

عنایت فرمائیگا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دیگا، اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی خُدا سے دغا کر چکے ہیں تو اس نے انکو

مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

(تمہارے) قبضہ میں کر دیا۔ اور خُدا دانا حکمت والا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خُدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے وہ اور جنہوں نے

اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ

(ہجرت کرنیوالوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت

وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى

نہ کریں تم کو اُن کی رفاقت سے کُچھ سروکار نہیں۔ اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے۔

قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

مگر اُن لوگوں کے مقابلے میں تم میں اور اُن میں (صُلح کا) عہد ہو (مدد نہیں کرنی چاہیے) اور خُدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک

بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ؕ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا

دوسرے کے رفیق ہیں۔ تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے

وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

اور خُدا کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے اور جنہوں نے (ہجرت کرنیوالوں کو) جگہ دی اور انکی مدد کی، یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لیے (خدا کے ہاں) بخشش

وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ

اور عزّت کی روزی ہے اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے وہ بھی تمہی میں سے ہیں

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۵﴾ ع

اور رشتہ دار خُدا کے حکم کی رُو سے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ کُچھ شک نہیں کہ خُدا ہر چیز سے واقف ہے۔

✸

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

اٰوَوْا : جگہ دی ، پناہ دی اِسْتَنْصَرُوْا : اُنھوں نے مدد چاہی ۔

اُولُوا الْاَرْحَامِ : خون کے رشتہ دار

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال کی اِن آیات میں قیدیوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت اور نُصرت کے بارے میں کیا باتیں ارشاد فرمائیں ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم لکھیئے :

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ

✸

اَلۡجزۡ ءُ الثّانِیۡ

مِنۡ ھَدۡیِ الۡحدِیۡثِ

1- اَفۡضَلُ الۡاَ عۡمَالِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَفۡضَلُ الدُّعَاءِ الۡاِ سۡتِغۡفَارُ

ترجمہ: سب سے زیادہ فضیلت والا عمل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهاور بہترین دعا استغفار ہے۔

تشریح: حضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے اقرار کو سب سے زیادہ فضیلت والا عمل قرار دیا گیا ہے۔جبکہ دوسرے حصے میں استغفار یعنی اللّٰہ کے حضور اپنی غلطیوں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے کو سب سے فضیلت والی دعا قرار دیا گیا ہے۔

حدیث کے پہلے حصے میں ارشاد ہے: **اَفۡضَلُ الۡاَ عۡمَالِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** یعنی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو الٰہ نہ ماننے کا اقرار اور اپنے عمل سے اس عقیدے کا اظہار سب سے فضیلت اور عظمت والا عمل ہے۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه میں لفظ اِلٰـه سے مراد ایسی ذات ہے جس کی عبادت کی جائے ،جس سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہو وہ اللہ ہی کی ذات ہے،جس نے ہمیں پیدا کیا،ہمیں عقل اور بصیرت عطا کی، ہمیں نہ صرف زندگی دی بلکہ زندگی کی تمام نعمتیں عطا کیں۔ہمیں چاہیے کہ اپنے قول اور فعل سے اسی ذات کو اِلٰــه مانیں،اسی کی عبادت کریں اور اسی سے سب سے زیادہ محبت کریں۔

حدیث کے دوسرے حصے میں ارشاد ہے: اَفۡضَلُ الدُّعَاءِ الۡاِ سۡتِغۡفَارُ یعنی بہترین دُعا اللہ سے اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی معافی مانگنا ہے۔انسان بعض اوقات دنیا کی ظاہری رنگینیوں میں کھو کر اپنے خالق و مالک کی رضا کے خلاف کسی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے لہٰذا اللہ کو الٰہ ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی یا گناہ پر نادم اور شرمندہ ہو کر اللّٰہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے کیونکہ اُخروی نجات اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اللّٰہ تعالیٰ ہماری غلطیوں اور گناہوں کو معاف نہ کر دے۔اب اگر کوئی اللّٰہ کی نگاہ میں پسندیدہ اور محبوب بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ چلتے پھرتے ،اٹھتے بیٹھتے دل و جان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰه کا اظہار کرتا رہے۔

2- طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَة" عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ ۔

ترجمہ: علم کی طلب ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔

تشریح: انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا ہے کہ اسے اپنی ذات اور کائنات کے بارے میں ہر اچھی اور بری بات کا علم ہو۔اس کے بغیر نہ تو انسان دنیا میں ترقی کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنے خالق و مالک کا قُرب حاصل کر سکتا ہے۔انسان کی اسی بنیادی ضرورت کے پیش نظر حضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس حدیث میں علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر لازمی قرار دیا ہے۔جبکہ ہمارے ملک میں لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی تعلیم کا تناسب نصف ہے۔لڑکیوں کے مدارس کی تعداد بھی آدھی ہے۔

حضورا کرم صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ ہم لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر بھی پوری توجہ دیں تا کہ کوئی بچی اَن پڑھ اور جاہل نہ رہے۔

انسان اس وقت تک اپنے مقام اور اللّٰہ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو جان نہیں سکتا جب تک وہ علم کی جستجو کی راہ پر گامزن نہ ہو۔دوسری بات

یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اپنے فرائض و ذمہ داریوں کے متعلق جواب دہی کرنی ہے اس لیے ہر نیکی اور گناہ کا، اچھائی اور برائی کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے تب ہی ہم دنیا میں کامیاب ہوسکتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں بھی سرخرو ہوسکتے ہیں۔

3- خَیۡرُ کُمۡ مَّنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ وَ عَلَّمَہٗ۔

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے (دوسروں کو) سکھایا۔

تشریح: قرآن حکیم کلامِ الٰہی ہے جس کا موضوع انسان ہے۔ یہ کتاب محض نماز اور روزے کی تعلیمات پر مشتمل نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا اخروی، معاشی ہوں یا معاشرتی، سیاسی ہوں یا سائنسی سب کے بارے میں تا ابد رہنمائی رکھتی ہے۔ ہم آخرت میں بھی اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتے جب تک ہم اپنی دنیاوی زندگی کو قرآنی تعلیمات کے سانچے میں نہیں ڈھال لیتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید پڑھیں، سمجھیں اور عملی زندگی میں اس کی پیروی کریں نیز دوسروں کو اس کا پیغام پہنچائیں اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔

4- مَنۡ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً فَتَحَ اللّٰہُ لَہٗ بَاباً مِّنَ الۡعَافِیَۃِ۔

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ نے اس کے لیے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیا۔

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم محسنِ انسانیت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بنی نوع انسان کو دُنیا اور آخرت میں کامیابی کا راستہ دکھایا، اپنی زندگی اور عمل سے ہمارے لیے اسوۂ حسنہ پیش کیا، انسان پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احسانات کا تقاضا ہے کہ ہر چیز سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت کی جائے جس کی عملی شکل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور محبت وعقیدت کے اظہار کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام بھیجا جائے۔ قرآن حکیم میں سورہ الاحزاب میں ارشاد ہے۔ ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو''۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجنے کی ہمیں اللہ کی طرف سے بھی تاکید ہے۔ درود بھیجنے کا صلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود اس حدیث میں ارشاد فرما دیا کہ مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجنے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔

5- لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُ کُمۡ حَتّٰی یَکُوۡنَ ھَوَاہُ تَبعاً لِّمَا جِئۡتُ بِہٖ۔

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس (تعلیم) کے مطابق نہ ہوجائے، جو میں لایا ہوں۔

تشریح: انسان کی فطرت میں نیکی یا بدی، دونوں کا شعور رکھا گیا ہے اس لیے اسے چاہیے کہ وہ ارادہ واختیار کے باوجود برائی یا گناہ کے کاموں سے اجتناب کرے دوسرا یہ کہ اپنے جذبات، احساسات اور خیالات کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مرضی کے مطابق ڈھال لے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو گویا وہ ایمان کی لذت سے ناواقف ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس حدیث مبارکہ میں اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پیغام ہے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے ''جس نے میرے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کی اس نے گویا میری اطاعت کی''۔

6- مَنۡ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبۡغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعۡطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسۡتَکۡمَلَ الۡاِ یۡمَانَ۔

ترجمہ: جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا اور اللہ کی رضا کے لیے عطا کیا اور اللہ کے لیے روکا، تو اس نے ایمان مکمل کرلیا۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں تکمیل ایمان کے چار اصول بیان کیے گئے ہیں:۔

1- انسان کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لیے۔

2- کسی سے بغض رکھے تو محض اللہ کے لیے۔

3- انسان کسی کو کچھ عطا کرے تو اللہ کے لیے۔

4- اور کسی کو عطا کرنے سے ہاتھ روک لے تو وہ بھی محض اللہ کے لیے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس حدیث میں ان چاروں اعمال کو ایمان کی تکمیل قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ چونکہ انسان سے بے حد محبت رکھتا ہے لہٰذا انسان کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی محبتوں اور الفتوں کا مرکز اللہ کی ذات ہی کو رکھے۔ دنیا میں جس سے محبت رکھے محض اللہ کی رضا کے لیے۔اس کے علاوہ اوّل تو کسی سے بغض نہ رکھے اور اگر کسی سے بغض ہو بھی تو اس کی بنیاد محض یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو ناپسند کرتا ہے،لہٰذا جب کسی سرکش و ظالم کو اللہ پسند نہیں کرتا تو ہم کیوں کریں؟ اس کے علاوہ اگر کسی کو مال عطا کریں تو اس کی بنیاد بھی ریاکاری یا دنیاوی غرض نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا ہو اور اگر کسی سے ہاتھ روکیں تو محض اس لیے کہ اس سے اللہ نے ہاتھ روکنے کا حکم دیا ہے۔

7- لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْ حَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَ قِّرْ كَبِيْرَنَا۔

ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں، جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے۔

تشریح: انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہونا چاہیے۔اس بنا پر انسان سے یہ توقع کی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر اپنے خالق کی صفات پیدا کرے اور اپنے قول و فعل سے ان کا اظہار بھی کرے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ عادل ہے اس لیے انسان عدل کرے،اللہ تعالیٰ درگزر کرتا ہے۔انسان کو بھی چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کی خطاؤں اور غلطیوں سے درگزر کرے۔

رحم کرنا اللہ تعالیٰ کی سب سے غالب صفت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس حدیث میں خاص طور پر اس صفتِ رحمت پر زور دیا گیا ہے۔رحم کے زیادہ حق دار ہمیشہ چھوٹے ہوا کرتے ہیں اور بالعموم بڑے عزت وتکریم کے حق دار ہوتے ہیں اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اتنی تاکید کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں یعنی وہ میرے سایۂ شفقت سے محروم رہے گا۔بچوں کو مناسب تعلیم و تربیت سے محروم رکھنا انھیں شفقت سے محروم کرنا ہے۔ظلم یہ ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کے بجائے انھیں چھوٹی سی عمر میں جسمانی مشقت کے کاموں میں لگا دیا جاتا ہے۔اس لیے ہم اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وعید سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم بچوں کی مناسب تعلیم اور ضروری تربیت کا فرض پورا کریں۔

8- اَلرَّاشِيْ وَ الْمُرْتَشِيْ كِلَا هُمَا فِي النَّارِ۔

ترجمہ: رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں آگ میں ہیں۔

تشریح: رشوت کا چلن کسی قوم میں اس وقت عام ہوتا ہے، جب عدل و انصاف ختم ہو جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق جائز طریقے سے نہ مل سکیں۔کسی قوم کی یہ حالت اس کے معاشرتی بگاڑ اور ظلم کی ایک نہایت خراب صورت ہے۔جس معاشرے میں انسانوں کے جائز حقوق کی راہ میں ظالم اہلکاروں کے ناجائز مطالبے حائل ہو جائیں، وہاں امن و سکون بھلا کیسے قائم رہ سکتا ہے۔اسی لیے رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں

ہی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ جہنم کی آگ کا ایندھن ہیں۔ یہاں پر توجہ طلب بات یہ ہے کہ رشوت دینے والے کا ذکر پہلے ہوا ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ رشوت دینے والا بھی اس گناہ کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔

9- مَنْ نَّصَرَ قَوْ مَہٗ عَلٰی غَیْرِ الْحَقِّ فَھُوَ کَا لْبَعِیْرِ الَّذِیْ رَدٰی فَھُوَ یُنْزَ عُ بِذَ نَبِہٖ۔

ترجمہ: جس شخص نے کسی ناجائز معاملے میں اپنی قوم کی مدد کی تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کنوئیں میں گر رہا ہو اور وہ اس کی دم پکڑ کر لٹک جائے تو خود بھی اس میں جا گرے۔

تشریح: اس حدیث میں اسلامی اخوت کی بربادی اور اسلامی معاشرے کی تباہی کا ایک بڑا سبب بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جو شخص کسی جھوٹے اور ناحق معاملے میں اپنی قوم قبیلے کا ساتھ دیتا ہے تو وہ اپنی قوم کے ساتھ اپنے آپ کو بھی تباہ و برباد کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم بھلائی اور نیکی کے کاموں میں قوم اور نسل یا زبان اور علاقے کی تفریق کے بغیر سچ اور حق کا ساتھ دیں اور ناجائز کام میں کسی کا ساتھ نہ دیں، چاہے وہ اپنا کنبہ اور قبیلہ ہی کیوں نہ ہو۔

10- اِنَّ اَکْمَلَ الْمُؤْ مِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا۔

ترجمہ: یقیناً مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے، جو اُن میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے۔

تشریح: انسانی شخصیت کی اصل تصویر ایک آئینہ بھی اتنی صاف پیش نہیں کرتا جتنا اس کا اخلاق۔ جب ایک انسان دوسرے سے معاملات کے دوران حسنِ خلق سے پیش آتا ہے تو اس کی شخصیت کا ظاہر اور باطن مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے۔

حُسنِ خُلق ہی ایک ایسا عمل ہے جس سے آپس کی نفرتوں کو نہ صرف محبتوں میں بدلا جا سکتا ہے بلکہ دشمنوں کے دل میں بھی گھر کیا جا سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعوتِ حق کے دوران عام طور پر تمام عمر اور مکی زندگی میں خاص طور پر صرف حُسنِ خُلق ہی کے ہتھیار سے اپنے بڑے سے بڑے دشمن کو زیر کیا۔ ویسے تو حُسنِ خُلق کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کو اپنانا چاہیے۔ مگر مسلمانوں کے لیے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حُسنِ خُلق کو ایمان کی تکمیل کا پیمانہ قرار دیا ہے۔ حُسنِ اخلاق دراصل روزمرہ زندگی میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اپنے نفس اور مخلوقِ خدا کے ساتھ ایک مسلمان کے طرزِ عمل اور رویے کا نام ہے۔ اگر یہ طرزِ عمل اور رویہ اچھا ہے اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے تو اسے حُسنِ اخلاق کہا جائے گا اور اگر یہ طرزِ عمل اور رویہ اچھا نہیں تو اس کو برا اخلاق کہا جائے گا۔

11- اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ وَ مَنْ اَقَا مَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّ یْنَ وَمَنْ ھَدَ مَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ۔

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم کیا اس نے گویا دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ڈھا دیا اس نے گویا دین کو ڈھا دیا۔

تشریح: اس حدیث میں دین کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کا ستون نماز ہے۔ جس نے اس ستون کو قائم رکھا گویا اس نے دین کی عمارت کو قائم رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا، تو اس نے گویا پورے دین ہی کی عمارت کو ڈھا دیا۔ اس سے نماز کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ ہر مسلمان کے لیے روزانہ پانچ مرتبہ ایمان کے امتحان کا موقع آتا ہے۔ مؤذّن اسے نماز اور فلاح کی طرف بلاتا ہے۔ اگر وہ اس پکار پر لبیک کہتا ہے تو گویا وہ اپنے ایمان کی صداقت کی گواہی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ نماز ہی وہ عمل ہے، جس کے ذریعے اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ قائم رہتا ہے جو ترکِ نماز سے کمزور ہو جاتا ہے۔

اَلْجُزْءُ الثَّالِثُ

موضوعاتی مطالعہ

1- قرآن مجید (تعارف، حفاظت اور فضائل)

تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اس کی جسمانی اور فطری ضروریات پوری کرنے کے لیے مادی وسائل پیدا کیے اور اس کے ذہن اور روح کی رہنمائی کے لیے بھی اہتمام فرمایا۔ خود انسان کو خیر اور شر میں فرق کرنے کی صلاحیت اور ضمیر کی آواز عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامل رہنمائی کے لیے انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت کا دائمی ذریعہ ہے اور تمام سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پچھلی امتوں کے لیے بھی انبیاء مبعوث فرمائے تھے اور ان میں سے بعض پر اپنی کتابیں بھی نازل فرمائی تھیں۔ لیکن ان انبیاء کی تعلیمات اور ان پر نازل شدہ کتابیں اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ (المائدہ:48)

ترجمہ: ”اور تمھاری طرف ہم نے یہ کتاب نازل کی ہے۔ یہ حق لے کر آئی ہے۔ اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں آئیں ان کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ و نگہبان ہے۔“

قرآن مجید کو پچھلی کتابوں کے لیے مُهَیْمِنٌ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کتابوں میں جو تعلیمات اور عقائد اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکے انھیں قرآن مجید نے اپنے اندر از سرِ نو بیان کر کے محفوظ کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کی تعلیمات پر پورے اطمینان سے ہر زمانے میں عمل کیا جاسکتا ہے۔

قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق رہنمائی کرتا ہے۔ اس میں انسانی زندگی کی حقیقت، خیر وشر، حلال وحرام، اخلاقی تعلیمات، غرض زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔ اس میں انسان کی آخرت کی زندگی کے متعلق بھی تفصیلی معلومات ہیں اور اس زندگی کی اہمیت کو نہایت پُر تاثیر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن پاک انسان کی انفرادی زندگی، اس کے اجتماعی و معاشرتی حقوق وفرائض، اس کے معاشی واقتصادی امور کے متعلق بنیادی ہدایات، سیاسی اور بین الاقوامی معاملات اور اخلاقی رویوں کے متعلق جامع تعلیمات پیش کرتا ہے، غرض قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ضروری معلومات اور رہنمائی کا خزینہ ہے اور اس میں وہ تمام باتیں وضاحت سے بتا دی گئی ہیں جن کا جاننا انسان کے لیے ضروری ہے اور جن کے جاننے کا انسان کے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔

حفاظت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّ کۡرَ وَ اِ نَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:9)

ترجمہ: بلاشبہ یہ ذکر ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا قرآن کریم کی حفاظت کا یہ وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ پوری دنیا میں موجود قرآن مجید کے نسخوں میں ایک لفظ یا زیر زبر کا بھی فرق نہیں۔

قرآن مجید رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایک ہی وقت میں نازل نہیں ہوا بلکہ قریباً تیئیس سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ جونہی کچھ آیات نازل ہوتیں آپ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کاتبِ وحی کو بلوا کر لکھوا دیتے اور یہ رہنمائی بھی فرماتے کہ انھیں کون سی سورت میں کن آیات کے ساتھ رکھا جائے۔ مسجد نبوی میں ایک مقام متعین تھا جہاں وہ عبارت رکھ دی جاتی۔ صحابہ کرامؓ اس کی نقل کر کے لے جاتے اور یاد کر لیتے۔ مختلف اوقات خصوصاً پانچوں نمازوں میں اس کی تلاوت کرتے اور اس کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے۔ اس طرح جوں جوں قرآن مجید نازل ہوتا گیا، لکھا بھی جاتا رہا اور حفظ بھی ہوتا رہا۔ اس عمل میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ خواتین بھی شامل رہیں۔ حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہی میں مکمل قرآن کریم اکثر امہات المومنینؓ اہل بیتؓ، صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کو حفظ ہو چکا تھا اور متعدد صحابہ کرامؓ نے اس کی مکمل نقول بھی تیار کر لی تھیں۔

رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کے لکھوائے ہوئے تمام اجزا کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مقرر کردہ ترتیب کے مطابق یک جا کرا کے محفوظ کر دیا۔ آیات کی ترتیب اور سورتوں کے نام وہی تھے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ کے حکم سے مقرر فرمائے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں اس کی متعدّد نقول تیار کرا کے تمام صوبائی دارالحکومتوں میں ایک ایک نسخہ کے طور پر بھجوا دیں۔

فضائل

قرآن مجید میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ یقینی علم اور حقیقت کی بنیاد پر مبنی ہے اور اس میں کسی شک کا گزر نہیں۔ اس میں ہر زمانے اور ہر خطے کے تمام انسانوں کے لیے مکمل ہدایت اور رہنمائی موجود ہے اور انسان کی دنیا و آخرت کی حقیقی فلاح کا دارومدار اسی پر عمل کرنے میں ہے۔ اس لیے قرآن حکیم کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ جس طرح یہ کلام تمام کلاموں سے بہتر ہے، اسی طرح وہ انسان بھی تمام انسانوں سے بہتر ہے جو خود بھی اس کا علم حاصل کرے اور اسے دوسروں کو بھی سکھائے۔ ارشاد نبوی ہے:

خَيۡرُ كُمۡ مَّنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ۔

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ قرآن پاک کا علم حاصل کرنے کی طرف سب سے زیادہ توجہ دیں اور اس کے لیے کسی طرح کی محنت سے دریغ نہ کریں۔

قرآن کریم کی تلاوت بڑی نیکی ہے۔ اس کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس پر عمل کے نتیجے میں اللّٰہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں میں عزت و سرفرازی عطا فرماتا ہے۔ اس سے منہ پھیرنے والے ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان جب تک

قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے، دنیا میں غالب رہے۔ جب انھوں نے اس کی طرف سے غفلت برتی تو عزت و سر بلندی سے محروم ہو گئے۔ یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے پہلے ہی ارشاد فرما دی تھی کہ اللہ تعالیٰ بہت سی قوموں کو اس (قرآن) کی وجہ سے سر بلندی عطا فرمائے گا اور (بہت سی) دوسری قوموں کو اس (سے غفلت) کی وجہ سے گرا دے گا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم قران پاک کی تلاوت کریں۔ اس کو سمجھیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

مشق

1- قرآن مجید کا مختصر تعارف بیان کریں۔

2- قرآن حکیم کی حفاظت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ بیان کیجئے۔

3- فضائلِ قرآن پر نوٹ لکھیے۔

-2 اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی محبت واطاعت

انسان جب اپنے وجوداور کائنات کے اَن گنت مظاہر پر غور کرتا ہے تو اسے یہ دریافت کرنے میں کوئی دِقت محسوس نہیں ہوتی کہ کوئی قدرت رکھنے، پرورش کرنے اور حکمت و دانائی والی ذات ضرور موجود ہے جوان تمام پر حکمران ہے اورانھیں قوت عطا کر رہی ہے اور بڑھنے کی صلاحیت بخش رہی ہےاور یہ کہ وہ قدیر ہے، خالق ہے، رب ہے، حکیم بھی ہے کہ اس قدر وسیع کائنات کوحکمت سے چلا رہا ہے۔انسان سوچتا ہے کہ جب ایک کرسی، ایک میزاورایک مٹی کا پیالہ بھی بغیرکسی بنانے والے کے تیارنہیں ہوتا تو یہ زمین، یہ آسمان، یہ چاند، یہ سورج، یہ انسان اوراس کے وجود میں یہ بے شمارقوتیں بھی تو کسی خالق کی قدرت، رحمت اور حکمت سے پیدا ہوئی ہوں گی۔ یہ قدرت اور حکمت اس کے وجود کے لیے دلیل بھی ہےاوراس کوتسلیم کرنے سے حیاتِ انسانی اوروجودِ کائنات کا درست ادراک بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جس کی تخلیق کے جلوے ہر جگہ نمایاں ہیں۔انسان کی عظمت اسی میں ہے کہ وہ اپنے خالق کوتسلیم کرے،اس کی محبت میں سرشار رہےاوراس کے احکام پر عمل کرے۔ قرآن مجید نے اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشادفرمایا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ (البقرۃ:21)

ترجمہ: اے لوگو!اپنے اس رب کی عبادت کروجس نے تم کو پیدا کیا۔

اب عبادت اور بندگی کا تقاضا ہے کہ پیدااس نے کیا توحکم بھی اسی کا مانو،آنکھ اس نے دی تو اُسی کی رضا کے مطابق دیکھو۔کان اس نے عطا کیے تواس کے فرمان کے مطابق سننے کی عادت ڈالو،سوچنے کی قوت اس پروردگار کی ہی عطا کردہ ہے تو ہرلمحہ اس کی ذات،قدرت اوراس کے احکام پرغورکرو۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت

سوچ کا یہ درست زاویہ محبت الٰہی کی دعوت دیتا ہے کہ کسی کا ایک معمولی حسن سلوک ساری عمر کی احسان مندی کا باعث بنتا ہےتو جوزندگی بخشتا ہےاس کے لیے ساری عمرمحبت کے جذبے پروان کیوں نہ چڑھیں۔اسی لیےفرمایا کہ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ: 165) جو لوگ ایمان لے آئے وہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرنے والے ہیں۔ایمان کی تکمیل محبت کے بغیرممکن نہیں کیونکہ جس عمل میں محبت کی کارفرمائی نہ ہو وہ کھوکھلا اور بے توفیق ہوتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ محبت کرنے والاجس سے محبت کرتا ہےاس کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ سے محبت کی جائے۔اللہ تعالیٰ سےمحبت کا تقاضا ہے کہ اس کے احکام کودل سےتسلیم کیا جائے اور پوری دلجمعی سے ان پرعمل کیا جائے۔اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے ہردور میں انسان کی رہنمائی کے لیےانبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے اوران پاک لوگوں کواپنے احکام، کتابوں یاصحیفوں کی شکل میں عطافرمائے۔ہمارے نبی حضرت محمدصلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس سلسلۂ ہدایت کے آخری پیغمبر ہیں اورقرآن مجید جو آپؐ پر نازل کیا گیادائمی ہدایت کی کتاب ہےاورانسان کی فلاح کے لیےآخری پیغامِ عمل ہے جس پرعمل پیرا ہوکر دنیامیں کامیابی اورآخرت میں نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی محبت بھی ایمان کا تقاضا ہے۔قرآن مجید نے اس محبت کا ذکرکیا۔ارشادہوا:

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِھِمۡ (الاحزاب:6)

ترجمہ: ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مومنوں کے لیےان کی اپنی جانوں سےبھی زیادہ محبوب ہیں“

مومنوں کو جان اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت واطاعت میں سے انتخاب کرنا پڑے تو اُن کو جان دے کر بھی محبت کا رشتہ برقرار رکھنا ہے۔ پھر ارشاد ہوا:

لَا تُقَدِّ مُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْ لِہٖ وَاتَّقُوااللّٰہَ (الحجرات: ۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو'

گفتگو میں سلیقہ، عمل میں مطابقت اور رویوں میں اطاعت پیدا ہوگی تو تقویٰ کا حق ادا ہوگا۔ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات جاننے کی کوشش کی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا یُؤْ مِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّ الِدِہٖ وَوَ لَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی ایمان والا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اپنے آباء، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں'' پھر فرمایا:

لَا یُؤْ مِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی یَکُوْ نَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ۔

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات ان احکام کے تابع نہ ہوجائیں جو میں لایا ہوں''

اس سے معلوم ہوا کہ محبت کا تقاضا ہے کہ

☆ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت میں کوئی اور شریک نہ ہو۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تمام رشتوں اور تمام تعلقات سے بڑھ کر ہو۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا لازمی نتیجہ یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو تمام ذاتی پسند ناپسند پر ترجیح حاصل ہو۔ اسی کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَطِیْعُوااللّٰہَ وَاَ طِیْعُوا الرَّسُوْ لَ وَلَا تُبْطِلُوْ آ اَعْمَالَکُمْ (محمد:33)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو' یعنی اطاعت کے بغیر اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔

اطاعت

اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تو کیا جاسکتا ہے مگر اس کا ثبوت کیسے دیا جائے؟ یہ سوال ہر انسان کے ذہن میں پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے خود اس کا راستہ بتادیا۔ ارشاد ہوا:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَا تَّبِعُوْ نِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْ بَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران:31)

ترجمہ: ''کہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا، اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

محبت الٰہی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہی کا نام ہے۔ اطاعت میں مکمل خودسپردگی درکار ہوتی ہے۔ ظاہری عمل کے پیچھے دلی چاہت اور قلبی میلان ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ یہ عمل منافقت بن جاتا ہے۔ اس لیے اس پر متنبہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوا۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَایُؤْ مِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء:65)

ترجمہ: تمھارے رب کی قسم، یہ لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں جب تک کہ اپنے تنازعات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم نہ مان لیں اور پھر یہ کہ جو فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں اس پر تنگ دل نہ ہوں بلکہ پورے طور پر اسے تسلیم کر لیں۔

اطاعت واتباع کی عملی شکل سے ایمان کے تقاضے پورے ہوتے ہیں اور تسلیم ورضا کی برکات حاصل ہوتی ہیں۔

ختم نبوت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری انسانیت کے لیے ابدی صحیفہ ہدایت لے کر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے ہدایت کا سلسلہ اپنے اتمام کو بھی پہنچا اور اختتام کو بھی کہ ارشاد ہوا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:3)

ترجمہ: آج میں نے تمھارے لیے دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا'

دین مکمل، نعمت مکمل اور اسلام پر رضائے الٰہی کا واضح اظہار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی اور رسول ہونے کا اعلان ہے کہ اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں رہی اس لیے کہ احکامِ الٰہی مکمل ہو گئے۔ اب اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تا ابد مشعلِ راہ بنانا ہے اور پیغامِ الٰہی کو اپنا دستورِ حیات سمجھنا ہے۔ یہ انسانیت کے لیے شرف بھی ہے کہ اب اسے دائمی ہدایت کا اہل گردانا گیا اور اس کو مرکز آشنا کر دیا گیا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام، علاقوں، قبیلوں یا خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اس لیے مختلف معاشرے تشکیل پاتے رہے تھے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے بین الاقوامیت کا تصور ابھرا، ایک مرکز، ایک اسوہ اور ایک صحیفۂ ہدایت نے نسلِ انسانی کو وحدت آشنا کر دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:158)

ترجمہ: ''فرما دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں'' اور یہ کہ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:40)

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں'

اب انسان کو ہدایت ایک ہی در سے ملے گی۔ اب پریشان نظری ختم ہوئی۔ اب تلاش کا مرحلہ تمام ہوا۔ سب کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ اس ایمان کو محبت کا جوہر عطا کرنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اطاعت اور اتباع سے احکامِ الٰہی کا پابند بننا ہے۔ اسی میں دنیا کی بھلائی ہے اور اسی میں آخرت کی نجات ہے۔

مشق

1- اللہ تعالیٰ کی محبت سے کیا مراد ہے؟

2- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

3- قرآن کریم کی کسی ایک آیت کے حوالے سے ختم نبوت کا مفہوم واضح کریں۔

3- علم کی فرضیت وفضیلت

علم کے معنی ہیں جاننا اور آگاہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بے حد احسانات ہیں۔ جن میں سے ایک احسان علم ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس میں ارشاد ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَo خَلَقَ الْاِ نْسَانَ مِنْ عَلَقٍo اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَ کْرَمُo

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِo عَلَّمَ الْاِ نْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْo (العلق: 5-1)

''اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھیے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔

یعنی ''طلبِ علم ہر مسلمان (مرد عورت) پر فرض ہے''۔ اس لیے مسلمان پر لازم ہے کہ وہ طلبِ علم میں کوتاہی نہ کرے۔

علم کی اہمیت

انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے۔ اسے علم ہی کی وجہ سے باقی مخلوقات پر یہ فضیلت حاصل ہے۔ علم ہی کی وجہ سے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس سے واضح ہوا کہ علم انسان کے لیے عظمت کی بنیاد ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے بارے میں فرمایا کہ:

(اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا)

یعنی میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے علم میں اضافے کے لیے یہ دعا فرمایا کرتے:

(رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا)

ترجمہ: میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

عہدِ رسالت میں اشاعتِ علم

علم کی اشاعت کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کوششوں کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد جو کافر قیدی آزاد ہونے کے لیے فدیہ نہ دے سکے ان سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں، تو انھیں آزاد کر دیا جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خواتین کو بھی علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ طلبِ علم ہر مسلمان پر فرض ہے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ علم وحکمت مومن کی متاعِ گم گشتہ ہے جہاں سے میسر ہو، حاصل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ وہی اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

حصولِ علم کی اہمیت

مسلمان کو علم کی طرف سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔قرآن نے دین کے بنیادی احکام کے ساتھ ساتھ دنیاوی فلسفۂ تاریخ، غذا اور غذائیت اور سائنسی علوم پر غور وفکر کی بھی دعوت دی ہے۔رزق حلال بھی اسلام کا تقاضا ہے۔اس لیے مومن کو معاشی علوم وفنون سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ بندۂ مومن کی عبادات کا مقصد تقویٰ اور رضاءِ الٰہی کا حصول ہے۔قرآن میں ارشاد ہے:

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا (الفاطر:28)

''اللہ کے بندوں میں سے اہل علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔'' یہ بھی ضروری ہے کہ جو علم حاصل ہوا ہے۔اسے آگے پھیلایا جائے۔دیے سے دیے کو جلایا جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا:

بَلِّغُوۡاعَنِّیۡ وَلَوۡ اٰیَۃً

ترجمہ: مجھ سے ایک آیت بھی سنو تو اسے آگے پہنچادو، اس کی تبلیغ کرو۔

اسی طرح آخری حج کے موقع پر ارشاد فرمایا:

فَلۡیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الۡغَائِبَ

ترجمہ: ''جو حاضر ہے وہ اس تک میری یہ تعلیم پہنچادے جو یہاں نہیں''

اور پھر حصولِ علم کے لیے عمر کی بھی کوئی قید نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ماں کی گود سے قبر میں اترنے تک حصولِ علم کا عمل جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی۔چنانچہ ارشاد ہوا:

اُطۡلُبُوا الۡعِلۡمَ مِنَ الۡمَھۡدِ اِلَی اللَّحۡدِ

ترجمہ: ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو۔یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ مومن علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

علم کی فضیلت

علم عظمت اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔زیورِ علم سے آراستہ لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک عالم اور جاہل برابر نہیں۔قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے برابر ہوسکتے ہیں؟ جو لوگ نورِ ایمان سے منور ہوکر علم سے کام لیتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا:

یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ (المجادلۃ: ۱۱)

یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنھیں علم دیا گیا اللہ ان کے درجات بلند فرمائے گا۔ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔وہاں دو مجلسیں ہو رہی تھیں۔ایک حلقہ ذکر تھا اور دوسرا حلقہ علم۔آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے دونوں کی تعریف کی اور پھر علم کی مجلس میں شریک ہوگئے اور فرمایا کہ یہ پہلی مجلس سے بہتر ہے۔ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنت کی پھلواریوں میں سے گزرو، تو ان سے جی بھر کر فائدہ اٹھایا کرو۔صحابہؓ نے پوچھا: جنت کی پھلواریاں کیا ہیں؟ فرمایا: علم کی مجلسیں۔

مندرجہ ذیل چند روایات سے علم کی اہمیت یوں واضح ہوتی ہے:۔

علم حاصل کرو اللہ کے لیے علم حاصل کرنا نیکی ہے۔ علم کی طلب عبادت ہے۔ اس میں مصروف رہنا، تحقیق اور بحث و مباحثہ کرنا جہاد ہے۔ علم سکھاؤ تو صدقہ ہے۔ علم تنہائی کا ساتھی، فراخی اور تنگدستی میں رہنما، غم خوار دوست اور بہترین ہم نشین ہے۔ علم جنت کا راستہ بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم ہی کے ذریعے قوموں کو سربلندی عطا فرماتا ہے۔ لوگ علماء کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ دنیا کی ہر چیز ان کے لیے دُعائے مغفرت کرتی ہے۔ کیونکہ علم دلوں کی زندگی ہے اور اندھوں کے لیے بینائی ہے۔ علم جسم کی توانائی اور قوت ہے۔ علم کے ذریعے انسان فرشتوں کے اعلیٰ درجات تک جا پہنچتا ہے۔ علم میں غور و خوض کرنا روزے کے برابر ہے۔ علم ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی صحیح اطاعت اور عبادت کی جاسکتی ہے۔ علم سے انسان معرفتِ الٰہی حاصل کرتا ہے۔ اس کی بدولت انسان اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے۔ علم ایک پیش رو اور رہبر ہے اور عمل اس کے تابع ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو علم حاصل کرتے ہیں اور بد قسمت ہیں وہ لوگ جو اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو درس دیتا ہے کہ علم کی تلاش میں نکلو اور حکمت کے موتی جہاں سے ملیں انھیں حاصل کرو۔ علم کی فضیلت اس امر سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ حکومت اور سلطنت سے اسی قوم کو سربلند فرمایا جسے علم و عمل میں برتری حاصل تھی۔ اسی اصول کی بنا پر حضرت آدمؑ بھی ملائکہ پر فضیلت لے گئے۔ علم ہی کی بنا پر مسلمان تمام دنیا پر چھا گئے تھے۔ مگر جب انھوں نے قرآن کی تعلیمات کو چھوڑا اور علم کی روشنی سے دور ہوئے، زوال کا شکار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم روزانہ صبح و شام جو دعائیں مانگا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ عِلۡمًانَّافِعًا۔

یعنی اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم کی درخواست کرتا ہوں۔ اسی طرح یہ بھی مسنون دعا ہے کہ اے اللہ جو علم تو نے ہمیں دیا ہے، اسے ہمارے لیے مفید بنا اور ہمیں ایسا علم عطا فرما جو ہمیں نفع پہنچائے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی علم عطا فرمائے اور اس پر عمل اور اس کی اشاعت کی توفیق بھی نصیب فرمائے (آمین)۔

مشق

1- قرآن کی روشنی میں علم کی اہمیت بیان کریں۔

2- احادیث کی روشنی میں حصولِ علم کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

3- قرآن و حدیث کی روشنی میں علم کی فضیلت بیان کیجیے۔

4- زکوٰۃ

(فرضیت، اہمیت اور مصارف)

فرضیت

زکوٰۃ کے لفظی معنی ہیں پاک ہونا، نشوونما پانا اور بڑھنا یہ مالی عبادت دینِ اسلام کا ایک رُکن ہے۔ جو ایک صاحبِ نصاب مسلمان پر اپنے مال میں سے ایک خاص شرح کے مطابق فرض ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے اور آخرت میں اجروثواب ملتا ہے۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ" نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو، کا حکم بار بار دہرایا گیا ہے۔

اہمیت

زکوٰۃ کی اہمیت اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ ایک گروہ نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام کی تعلیمات دریافت کیں، تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اعمال میں سب سے پہلے نماز اور پھر زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی رحلت کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف قرآن نے سخت وعید سنائی ہے جس کا اندازہ قرآن مجید کی ان آیات سے لگایا جاسکتا ہے۔

"جو لوگ سونا چاندی سینت سینت کر (جمع کر کے، خزانہ بنا کر) رکھتے ہیں اور اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انھیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے۔ اس (قیامت کے) دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس کے ساتھ ان کے چہرے، ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغی جائیں گی۔ (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم اپنے لیے جمع کر کے لائے ہو۔ اب اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے رہے تھے۔ (التوبہ: 34-35)

زکوٰۃ سماجی فلاح و بہبود کا بہترین ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے معاشرے کے محروم اور مفلس لوگوں کی کفالت ہو جاتی ہے اور اس طرح معاشرے میں نفرت وانتقام کی بجائے ہمدردی واحترام اور باہمی محبت کے جذبات کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والے کے دل سے مال کی محبت مٹ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا جذبہ غالب آجاتا ہے۔ غریبوں سے ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے اور دولت کے گردش میں آنے سے معاشرے کے افراد کی مالی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔

مصارف

قرآن حکیم نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کیے ہیں:-

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُھُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (التوبة: 60)

"زکوٰۃ تو غریبوں، مسکینوں، زکوٰۃ کے محکمے میں کام کرنے والوں اور ان لوگوں کے لیے ہے جن کے دلوں کو اسلام کی طرف جوڑنا ہے

اور گردن چھڑانے میں (غلاموں کو آزاد کرانا) جو تاوان بھریں (قرض دار) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے سلسلے میں۔ یہ اللہ کی طرف سے ٹھہرایا ہوا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔''

اس آیت کی روشنی میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف یہ ہیں:

1-	فُقرِاء	2-	مساکین
3-	عاملین (زکوٰۃ کے محکمے کے ملازمین)	4-	تالیفِ قلب
5-	رقاب	6-	غارمین (قرض دار)
7-	فی سبیل اللہ	8-	ابن السّبیل (مسافر)

زکوٰۃ دیتے وقت پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھا جائے۔ باہر کے لوگوں کو بعد میں دی جائے۔ اسی طرح جو لوگ خود بڑھ کر سوال نہیں کرتے غربت کے باوجود خوددار اور غیرت مند ہوتے ہیں انھیں تلاش کر کے زکوٰۃ و صدقات دیے جائیں۔

مشق

1- زکوٰۃ کا مفہوم اور اس کی فرضیت بیان کیجیے۔

2- زکوٰۃ کی اہمیت پر ایک نوٹ لکھیے۔

3- قرآنی تعلیمات کی روشنی میں زکوٰۃ کے مصارف بیان کیجیے۔

4- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو قرآن نے کیا وعید سنائی ہے؟